سیّدہ اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا......رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انّا (قسط:۱)

مولانا ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی

ہمارے حضور جناب محمد بن عبداللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی تا حیات خدمت کی سعادت حاصل کرنے والوں میں حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کا نامِ نامی بھی شامل ہے۔مصادرِ سیرت وتذکرہ میں ان کے بارے میں کافی مواد ملتا ہے۔ابھی تک ان کی عظیم شخصیت، خاندانِ رسالت سے ان کے گہرے تعلق اور خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں کوئی مستقل مقالہ نظر سے نہیں گزرا۔اس میں سراسر کوتاہیٔ نظر خاکسار راقم کی ہے،البتہ کتب سیرت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے حوالے سے ان کا جوتذکرہ ضمنی طور سے آجاتا ہے، وہ ان کی شخصیتِ عالی اور خدماتِ جلیلہ کا ذرا بھی حق ادا نہیں کرتا۔لہٰذا یہ توفیقِ الٰہی ارزانی ہوئی کہ ان کے تذکرۂ خیر سے اپنی بصیرت اور دوسروں کی سعادت کا سامان کیا جائے۔

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگارش کا المیہ یہ رہا ہے......اور اس کا ذکر بار بار کرنا پڑتا ہے......کہ ایک دو کتابوں سے مواد لے کر ایک نئی کتاب سیرت لکھ دی جاتی ہے اور وہ بھی پامال،فرسودہ اور غیر مستند طریقے سے۔جدید دور میں مصادر کی دستیابی سے زیادہ تجزیے وتحلیل کے طریق ومنہاج کا ہر طرف دور دورہ اور شعور ہے،اگر نہیں ہے تو ہم روایتی پیروانِ اسلام میں، حال آں کہ اب سیرتِ طیبہ کی خدمت کا میدان وسیع تر وعظیم تر ہے،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات اور کارناموں کا تقاضا ہے کہ ان کو تجزیے وتحلیل کے طریقے سے پیش کیا جائے۔حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا سیرتِ طیبہ کی سنہری زنجیر کی ایک خوبصورت، جمال آفریں،عقیدت فزا،محبت آرا اور عظیم کڑی ہیں،ان کے ذکرِ خیر اور تذکرۂ جمیل سے سیرت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کا ایک نیا باب سامنے آئے گا۔

نام ونسب:

روایات کا تقریباً اتفاق ہے کہ حضرت امّ ایمن کا اصل نام برکۃ تھا،ابن سعد نے ان کے تذکرے کا عنوان ہی یہی قائم کیا ہے:

ام ایمن و اسمہا برکۃ (۱)

بہ قول ابن عبدالبر ان کے نام پر ان کی کنیت غالب آگئی جو ان کے فرزند اوّل کے نام پر تھی:

غلبت علیہا کنیتہا ، کنیت بابنہا ایمن (۲)

ابن عبدالبر نے ان کا نسب اس طرح بیان کیا ہے: **بـرکۃ بـنت ثعلبۃ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمۃ بن عمر و بن النعمان ، وھی أم أیمن**

ابن عبدالبر نے ایک لقب بھی ان کا بیان کیا ہے یعنی کہ وہ اُمّ الظباء کے نام سے معروف تھیں، یہ دوسرے مصادر میں بالعموم بیان نہیں کیا جاتا۔

مذکورہ بالا تمام مصادر نے بالاتفاق ان کو حبشیۃ، حبش کی رہنے والا قرار دیا ہے، لیکن یہ کسی نے نہیں بتایا کہ وہ حبشہ سے کب اور کیسے مکہ مکرمہ لائی گئی تھیں، روایات کے بیانات سے یہ ضرور واضح ہوتا ہے کہ وہ بہ طور باندی اور غلام مکہ میں رہی تھیں، ان کی غلامی کا سبب نہیں معلوم، البتہ قرینہ یہ کہتا ہے کہ وہ کسی طرح بردہ فروشوں کے قبضے میں پڑیں اور انھوں نے خاتونِ حبشہ کو بازار میں بیچ دیا، یہ بھی واضح نہیں کہ وہ کہاں کہاں بکیں، البتہ مکہ مکرمہ میں وہ خاندانِ نبوت میں اپنی خرید و فروخت کے آخری دور میں پہنچی تھیں۔

روایات میں اس پر اختلافِ شدید پایا جاتا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں کس کی باندی تھیں، بلاذری نے اس روایت کو ترجیح دی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ امّ ایمن کو اپنے والد سے ترکے میں پایا اور آزاد کر دیا۔ بعض راویوں کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ ایمن کو اپنی ماں سے وراثت میں پایا تھا اور آپ ہی نے اُن کو آزاد فرمایا۔ دوسروں کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والد ماجد سے ان کی ولا (تولیت، سرپرستی) پائی تھی اور ایک قوم کا قول ہے کہ وہ آپ کی ماں کی باندی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزادی عطا کی تھی:

ورث رسول اللّٰہ من ابیہ ام ایمن ، اسمها برکة ، فاعتقها ، وقال بعض الرواة : ورث ام ایمن من امه ، و قال آخرون: ورث ولاء ها من ابیه ، و قال قوم: کانت لامه فأعتقها(۳)

نبوی انّا:

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کو تقریباً تمام مصادرِ سیرت نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی، انّا اور کھلائی کہا ہے: **مولاة رسول اللّٰہ ﷺ و حاضنة**

امام بخاری نے صراحت کی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انّا تھیں:

و کانت حاضنة النبی ﷺ (۴)

بلاذری، ابن کثیر اور متعدد دوسرے قدیم وجدید سیرت نگاروں نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ بھال اور پرورش و پرداخت کرتی تھیں: **فکانت أم أیمن تحضنه(۵)**

امام مسلم کی صحیح کی بنیاد پر مسعود احمد نے بیان کیا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہاں سے واپسی پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش حضرت اُمّ ایمن کے سپرد ہوئی جو حبشہ کی رہنے والی تھیں اور آپ کے والد عبداللہ کی لونڈی تھیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہوئے تو آپ نے انھیں آزاد کر دیا۔(۶)

بعض دوسری کتابوں سے تاثر ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش اور دیکھ بھال والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد کی تھی، حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت اُمّ ایمن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ سے

قبل ہی آپ کے والدین ماجدین کی خدمت کرتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہورِ قدسی کے بعد وہ آپ کی دیکھ بھال کرنے لگیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلائی اور انّا بن گئیں، یہ خدمتِ سعادت انھوں نے حضرت حلیمہ سعدیہ کے گھر رضاعت کے لیے جانے سے قبل بھی انجام دی اور جب حضرت حلیمہ سعدیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو والدہ ماجدہ، دادا اور دوسرے عزیزوں سے ملانے لاتیں، حضرت اُمّ ایمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ بھال کرتی تھیں اور پانچ سال کی عمر میں رضاعی ماں کے گھر سے آنے کے بعد وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقل انّا تھیں اور والدہ کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ بھال کرتی رہیں۔(۷)

ان دونوں ثقہ راویوں اور اہلِ نظر کے واضح بیانات اور قرائن صحیحہ کے بعد اس میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ حضرت اُمّ ایمن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ بھال والدہ ماجدہ کے ساتھ ساتھ کرتی رہی تھیں، رضاعت حلیمہ سے قبل بھی اور اس کے بعد بھی۔

سفرِ مدینہ میں معیت:

یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شفیق وکریم دادا جناب عبدالمطلب ہاشمی اور والدہ ماجدہ بی بی آمنہ کے ساتھ یثرب (مدینے) کا پہلا سفر چھے سال کی عمر میں کیا تو حضرت اُمّ ایمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انّا کی حیثیت سے شریکِ سفر تھیں۔ بلاذری نے وضاحت کی ہے کہ اصلاً وہ عبدالمطلب ہاشمی کا سفر تھا اور وہ اپنی والدہ اور دوسرے ننہالی رشتہ داروں کی زیارت کے لیے پابندی سے یثرب کا سفر کرتے رہتے تھے اور اکثر و بیشتر اپنی بہو بی بی آمنہ کو بھی ساتھ لے جایا کرتے تھے کہ ان کے مرحوم شوہر عبداللہ یثرب میں دارنابغہ میں اپنے ننہالی عزیزوں بنوعدی بن النجار، خزرج کے جوار میں مدفون تھے اور ۵۷۶ء کے لگ بھگ جو سفر کیا اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ساتھ لے گئے اور آپ کے ساتھ آپ کی انّا حضرت اُمّ ایمن بھی ہم رکاب تھیں۔(۸)

اتفاق سے یہ سفر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ جناب آمنہ کا آخری سفرِ یثرب ثابت ہوا۔ واپسی کے سفر پر ان کی وفات کا واقعہ ابواء نامی مقام پر پیش آ گیا اور وہیں ان کی آخری آرام گاہ بنی۔ عبدالمطلب ہاشمی اور حضرت اُمّ ایمن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابواسے واپس مکہ مکرمہ لائے اور اب وہ تنہا ہاشمی دُرِیتیم کی انّا، کھلائی اور دایہ بن گئیں اور مرحومہ ماں کی جگہ لے لی۔ مشہور روایات میں وضاحت ہے کہ حضرت اُمّ ایمن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تنِ تنہا ابواء سے مکہ مکرمہ دادا کے پاس لائی تھیں اور جناب عبدالمطلب ہاشمی اس سفرِ سعادت میں شریک نہ تھے، بلکہ مکہ مکرمہ میں مقیم رہے تھے اور صرف والدہ ماجدہ اور حضرت امّ ایمن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یثرب کا سفر فرمایا تھا لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔(۹)

اس پر بحث تو جناب عبدالمطلب ہاشمی کی سوانح حیات میں تفصیل و دلائل کے ساتھ آئی ہے، یہاں اس کا خلاصہ پیش کر دیا گیا ہے، قدیم و جدید سیرت نگاروں نے بالعموم ابن اسحاق کی روایت کی پیروی کر کے اصل واقعہ بدل

ڈالا۔(۱۰)

یثرب (مدینے) میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے قیام کا ایک واقعہ حضرت اُمّ ایمن سے مروی ہے، ابنِ سعد اور ابنِ کثیر اور ان کے بعد دوسرے ائمہ سیرت کے علاوہ واقدی کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ یثرب میں کھیلا کرتے تھے تو یہود کے کچھ لوگ آتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غور سے ملاحظہ کرتے تھے۔ حضرت اُمّ ایمن کا بیان ہے کہ ان یہودیوں میں سے ایک کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا: یہ اس اُمّت کا نبی ہے اور اس کی ہجرت کا گھر ہے اور میں نے اس کی پوری بات اچھی طرح ذہن میں محفوظ کر لی، **و کان قوم من الیهود یختلفون ینظرون الیه فقالت اُمّ ایمن : فسمعت احدهم یقول: هو نبی هذه الامه و هذه دار هجرته ، فوعیت ذلک کله من کلامه.** (۱۱)

حافظ ابن کثیر نے اس روایت کو زیادہ وضاحت کے ساتھ واقدی سے نقل کیا ہے: حضرت اُمّ ایمن کا بیان ہے کہ مدینے کے قیام کے دوران میرے پاس یہودِ مدینے کے دو شخص آئے اور انھوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے پاس احمد کو لے آؤ، ہم انھیں دیکھنا چاہتے ہیں، ان دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور خوب الٹ پلٹ کر دیکھا اور ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا، یہ اس اُمّت کے نبی ہیں اور یہی ان کا دارالہجرت ہے اور اس مقامِ ہجرت میں قتل وقید کا ایک واقعۂ عظیم رونما ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نے جب یہ سنا تو واپس ہوگئیں کیونکہ ان کو خوف لاحق ہوگیا تھا:

قالت ام ایمن فجاء نی ذات یوم رجلان من یهود المدینة فقالا لی: أخرجی الینا احمد ننظر الیه و قلباه فقال احدهما لصاحبه: هذا نبی هذه الامة وهذه دار هجرته ، و سیکون بها من القتل والسبی امر عظیم ، فلما سمعت امه خافت وانصرفت به. (۱۲)

حافظ ابن کثیر نے اس فصل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت، ان کے ایمان و اسلام اور والدین و دادا کے ایمان وغیرہ کی روایات بیان کر کے ان پر نقد وتبصرہ کیا ہے، لیکن حضرت اُمّ ایمن کی مذکورہ بالا روایت پر کوئی نقد واستدراک نہیں کیا ہے، اس کا ایک مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ وہ روایت ان کے نزدیک صحیح ہے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ بعثت سے قبل اس نوع کی روایات بہ کثرت پیشین گوئیوں کی شکل میں پائی جاتی ہیں اور یہ ان میں سے ایک ہے، حلبی نے اس روایت کا ذکر نہیں کیا البتہ دوسری روایات پر خوب بحث کی ہے۔(۱۳)

دادا اور چچاؤں کے گھر میں:

والدہ ماجدہ بی بی آمنہ بنت وہب زہری کی وفات کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کریم وشفیق دادا عبدالمطلب ہاشمی کے ساتھ غالباً ان کے گھر میں رہے اور ان کی راست نگرانی میں پروان چڑھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ اور انّا (حاضنہ) کی حیثیت سے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں۔ پہلے جناب عبدالمطلب ہاشمی کے گھر میں۔ روایات میں آتا ہے کہ عبدالمطلب ہاشمی حضرت اُمّ ایمن کو برابر تاکید کیا کرتے تھے کہ وہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ بھال اور پرورش و پرداخت اور زیادہ محبت وشفق کے ساتھ کریں اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیں اور وہ بھی ٹوٹ کر آپ سے پیار کرتی تھیں: **وقال عبدالمطلب لام ایمن و کانت تحضن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا برکۃ لا تغفلی عن ابنی فان وجدتہ مع غلمان قریبا من السدرۃ** (۱۴)

ابنِ سعد میں صرف یہ بیان ہے کہ عبدالمطلب ہاشمی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ بچوں کے ساتھ بیری کے پاس پایا تھا تو حضرت اُمّ ایمن کو غفلت نہ کرنے کی ہدایت کی تھی، مگر اس پر حلبی نے کافی اضافہ کیا ہے اور حضرت اُمّ این کی سند سے ہی روایت بیان کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضانت کرتی تھی، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش وحفاظت کی ذمے داری ادا کرتی تھی، ایک دن میں ذرا چوک گئی، ابھی ہوشیار نہ ہوئی تھی کہ عبدالمطلب کو اپنے سر پر کھڑا پایا اور پھر انھوں نے حضرت اُمّ ایمن کو بتایا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں پایا اور ان کی دیکھ بھال میں ہوشیاری کی ہدایت دی کہ ان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گزند پہنچ جانے کے خدشے سے وحشت ہوتی تھی:

و عن ام ایمن کنت احضن النبی صلی اللّٰہ ﷺ ای اقوم بتربیتہ و حفظہ ، فغفلت عن یوما ، فلم ادر الا بعبد المطلب قائما علی راسی یقول لا تغفلنی عن ابنی. (۱۵)

چچازبیراورابوطالب کے گھر میں:

آٹھ سال کی عمر شریف ہوئی تو ۵۷۸ء میں دادا کی وفات ہوئی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دو سگے چچا، زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی اور ابو طالب بن عبدالمطلب ہاشمی کی خصوصی کفالت و پرورش میں آئے، حضرت اُمّ ایمن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انّا اور کھلائی اور باندی کی حیثیت سے آپ کے ساتھ ساتھ رہیں، خواہ وہ زبیر ہاشمی کا گھر رہا ہو یا ابو طالب ہاشمی کا، دوسرے اعمام وعمات (چچاؤں اور پھوپھیوں) کی عمومی کفالت و دیکھ بھال یا زیارت کی صورت میں حضرت اُمّ ایمن ان کے گھروں میں بھی سکونت پذیر رہیں، کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذات والا صفات کے ساتھ وابستہ تھیں اور ان کا سب سے بڑا کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ بھال اور پرورش تھا۔(۱۶)

ابنِ سعد کی ایک روایت ہے کہ بڑی عمر میں بھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت فرماتیں اور آپ کی دیکھ بھال کرتیں: **کانت ام ایمن تلطف النبی ﷺ و تقوم علیہ.** (۱۷)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بچپن سے حضرت اُمّ ایمن سے خاص لگاؤ اور شدید محبت تھی، اسی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی ماں کے بعد اپنی ماں ہی سمجھتے تھے اور اپنی سگی ماں کی طرح پیار کرتے تھے۔ ابن سعد ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُمّ ایمن کو ماں کہتے اور جب جب ان کو دیکھتے، فرماتے کہ وہ میرے اہلِ بیت کا بقیہ ہیں: **کان رسول اللّٰہ ﷺ یقول لام ایمن یا امہ ، و کان اذا نظر الیھا قال : ھذہ بقیۃ اھل بیتی.** (۱۸)

حلبی نے حدیث شریف کے الفاظ یوں نقل کیے ہیں: **انت امی بعد امی ، و یقول ام ایمن امی بعد امی (ایمن امی بعد امی)** ۔(۱۹)

حافظ ابنِ حجر نے اس حدیث کے علاوہ یہ بھی نقل کیا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اور ان کی اولاد سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔(۲۰)

ان سے محبت و تعلقِ نبوی کا واقعہ اتنا معروف و مشہور تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے اکابر شہر اس کو جانتے اور لحاظ کرتے تھے۔

کاشانۂ نبوّت میں:

جوانی کی عمر کو پہنچ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آبائی گھر میں قیام پذیر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انّا حضرت اُمّ ایمن آپ کے ساتھ خاندانی مکان میں اٹھ آئیں کہ وہ ماں کی جگہ اس مقام کی حق دار تھیں، دوسرے وہ ابھی تک رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے رشتۂ افتخار اور بندگی کے سلسلۂ ناز سے بھی وابستہ تھیں۔ روایات کا واضح بیان تو نہیں ملتا تاہم قرائن بتاتے ہیں اور صحیح اور حتمی بتاتے ہیں کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کاشانۂ نبوت میں شروع سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی تک قیام پذیر رہی تھیں۔

پچیس برس کی عمر شریف میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ بنت خویلد اسدی رضی اللہ عنہ سے شادی کی تو شاید اس کے بعد ہی حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کو آزادی عطا فرمادی، جیسا کہ ابنِ سعد کی روایت میں گزرا، اسی روایت میں اور بعض دوسری روایات میں حضرت اُمّ ایمن کی شادی کا ذکر ملتا ہے۔

پہلی شادی:

ابن سعد کے مطابق آزادی کے بعد بنو الحارث بن خزرج کے ایک یثربی آزاد شخص عبید بن زید خزرجی نے حضرت اُمّ ایمن سے شادی کر لی۔ اس رشتے میں ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر یثرب (مدینے) کے باشندے تھے اور خزرج کے قبیلے کے ایک فرد تھے اور اسی قبیلے کی ایک شاخ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جناب عبدالمطلب ہاشمی کی والدہ ماجدہ حضرت سلمٰی بنت عمرو عدی بن نجار (خزرجی) تعلق رکھتی تھیں اور اسی کی زیارت کے لیے جناب عبدالمطلب ہاشمی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ، آپ سمیت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر گئے تھے، غالبًا یہ رشتہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی لگایا تھا کہ وہ آزادی کے بعد بھی ہاشمی ولا کے رشتے سے بندھی ہوئی تھیں، ابن سعد کی اس روایت میں ان کے اولین شوہر کا نام عبید بن زید ہے: **فتزوج عبید بن زید**. (۲۱) جب کہ دوسری روایات میں عبید بن عمرو ہے، اس نکاح کی دوسری تفصیلات تحقیق طلب ہیں، البتہ عام روایات میں یہ آتا ہے کہ اس رشتے سے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے ایک فرزند حضرت ایمن بن عبید خزرجی پیدا ہوئے تھے اور ایمن کی نسبت سے ان کی کنیت اُمّ ایمن ہوگئی تھی اور وہ کنیت ایسی خوش آئند و قسمت خیز بنی کہ وہ اپنے اصل نام برکتہ سے زیادہ اسی سے مشہور

ہوئیں، حافظ ابنِ حجر کے مطابق حضرت ایمن کی نسبت ان کی ماں کی طرف اس بنا پر تھی کہ وہ بیت نبوی کے اہل میں سے تھیں اوران کے والد سے افضل، اس حدتک کہ دوسری شادی اور فرزند کی ولادت سے قبل بھی وہ اُم ایمن ہی کہلاتی رہیں اور بعد میں بھی، حالانکہ وہ اورایک عظیم تر فرزند اور مشہورتر صحابی کی ماں بنیں، لیکن ان کے نام سے ان کی کنیت نہیں پڑی، حضرت ایمن رضی اللہ عنہ صحابی رسول بنے اور غزوۂ حنین میں شہادت سے سرفراز ہوئے، یہ ابن سعد اور دوسری تمام کتب سیر وتاریخ میں متفقہ روایت ملتی ہے۔ حضرت ایمن رضی اللہ عنہ کے غزوۂ خیبر میں شہادت پانے کی روایت بعض مصادر کی روایات جیسے ابنِ حجر کی الاصابہ میں اور جدید سیرتوں میں پائی جاتی ہے، قطعاً غلط اور غیر معتبر ہے۔(۲۲)

ابن قتیبہ نے حضرت عباس بن عبدالمطّلب کی طرف دوشعروں کی نسبت کی ہے جن میں حضرت ایم بن عبید کی شرکت، نصرت اور شہادت کا حوالہ ہے:

نصرنا رسول الله في الحرب سبعة
وقد فرَّ من قد فرَّ عنه فأقشعوا
وثامننا لاقى الحمام بسيفه
بما مسَّه في الله لا يتوجَّع(۲۳)

بلاذری نے یہ صراحت کی ہے کہ حضرت ام ایمن نے عبید بن عمرو بن بلال بن ابی الحرباء بن قیس بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم جوحبلی کہلاتے تھے، بن غنم بن عوف بن خزرج سے زمانۂ جاہلیت میں مکے میں شادی کی تھی، اوران سے ایمن بن عبید تولّد ہوئے تھے۔ بلاذری نے یہ بھی بیان کیا کہ حضرت ایمن کے والد خالص عرب تھے۔ جبکہ ابن حجر کی ایک ضعیف ومجروح روایت میں ہے کہ وہ بھی حبشی تھے اور موالی خزرج میں سے تھے(۲۴) حضرت ایمن جنگ حنین میں اس وقت بھی ثابت قدم رہے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے رہے تھے، جب اکثر صحابہ کے پیر اکھڑ گئے تھے اور اسی غزوے میں انھوں نے شہادت پائی تھی، شاید دفاع نبوی میں۔ حضرت ایمن خزرجی کے بارے میں امام بخاری نے صراحت کی ہے کہ وہ انصار کے ایک فرد تھے(۲۶)۔

حضرت ایمن خزرجی کی عمر شہادت، ابن سعد کی روایت شادی اور دوسرے قرائن وآثار سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت اُمّ ایمن کی عبید بن عمرو خزرجی سے شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ سے شادی کے معاً بعد ہی ہوئی تھی، غالباً ۹۶-۵۹۵ء میں۔ وہ اپنے پہلے شوہر کے گھر مکے میں ہی مقیم رہیں، کیونکہ عبید خزرجی وہاں بس گئے تھے، بلاذری کی ایک روایت میں ہے کہ عبید خزرجی اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کو شادی کے بعد مدینے لے گئے تھے۔ جہاں وہ ان کے گھر میں ان کی زندگی بھر رہیں، وہیں ان کے فرزند ایمن کی ولادت ہوئی اور چند برس کے اندر ہی عبید بن عمرو خزرجی کی وفات ہوگئی اور وہ پھر کاشانۂ نبوت پلٹ آئیں۔ مدینے سے واپس آنے کے بعد وہ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ہی قیام پذیر رہیں، کیونکہ ان کے شوہر کا گھر مکے میں نہیں تھا اور کیونکہ وہ فارغ رہیں اور شادی نہیں کی تھی۔ و مات عبید

عن ام ایمن فکانت فارغة لم تتزوج بھا . (۲۷) قدم عبید بن عمرو الخزرجی مکة فاقام بھا و تزوج ام ایمن برکة مولاة رسول اللّٰہ ﷺ و نقلھا الی یثرب ، فولدت لہ ایمن بن عبید ، ومات عنھا، فرجعت الی مکة(۲۷)

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام اُمّ ایمن:

تاریخی واقعات کی ترتیب زمانی کے لحاظ سے جناب اُمّ ایمن اپنے شوہر عبید بن عمرو خزرجی اور اپنے بچے ایمن بن عبید خزرجی کے ساتھ مکہ مکرمہ ہی میں سکونت پذیر رہیں، امکان ہے کہ اس دوران وہ اپنے شوہر کے ساتھ ان کے وطن مالوف یثرب (مدینے)، زیارت وسکونت کے لیے گئی ہوں یا جاتی رہی ہوں، جیسا کہ بلاذری کی ایک روایت میں ایسا مذکور ہے، دوسری روایات سے تاثر ملتا ہے کہ وہ مکے ہی میں قیام پذیر رہیں، ان کے مدینے جانے کا بہر حال امکان ہے، کیونکہ کہ مدنی / یثربی مہاجرین اور تارکین وطن بالعموم اپنے رشتہ داروں سے ملاقات، زیارت اور دوسرے تجارتی وجوہ سے یثرب جاتے رہتے تھے۔

اسی زمانے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا اور آپ کی تبلیغ سے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کرلیا، ابن اثیر کا بیان ہے کہ وہ اسلام کے آغاز میں ہی مسلمان ہوگئی تھیں اور قدیم مسلم تھیں اور صرف یہی نہیں، انھوں نے حبشہ کو ہجرت بھی کی تھی اور بعد میں مدینہ ہجرت کر گئیں۔ (۲۸) ان کی ہجرت پر بحث ذرا بعد میں ہوگی۔

ان کے قبولِ اسلام کی روایات کم ملتی ہیں، لیکن یہ حقیقت بہر حال ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اوّلین مسلمین میں تھیں۔ سید مودودی نے خفیہ تبلیغ کے سہ سالہ زمانے کے جن سابقینِ اسلام کی فہرست دی ہے، ان میں غلاموں اور لونڈیوں کی ذیلی فہرست میں سرنامہ حضرت اُمّ ایمن بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کا نام ہے، جنھوں نے بچپن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں پالا تھا۔ (۲۹) انھوں نے یہ تو بتایا کہ انھوں نے بڑی تلاش وتفحص سے یہ فہرست تیار کی ہے لیکن مآخذ کا نام نہیں بتایا، تلاش و تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی روایت پوری کی پوری ابن عبدالبر کی استیعاب سے ماخوذ ہے، جس میں ان کا اصل نام، خاندان، کنیت، ہجرتِ حبشہ ومدینہ وغیرہ کا ذکر پایا جاتا ہے، اس میں ان کی اپنی روایت کے علاوہ واقدی، ابن اسحاق، ابن ہشام اور موسیٰ بن عقبہ کی مغازی کی روایات وحوالے موجود ہیں۔ (۳۰)

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے حبشہ ہجرت نہیں کی تھی، تمام مصادر سیرت نے مہاجرین حبشہ کی فہرست میں ان کا نام نہیں گنایا ہے، غالباً کسی شاذ روایت میں ان کو مہاجرات حبشہ میں شمار کرلیا گیا ہو جو غیر معتبر ہے، حافظ ابن حجر نے ابن عبدالبر کے اس خیال وگمان پر کہ اُمّ ایمن مہاجرہ حبشہ تھیں نقد کیا ہے: **و فی کون ام ایمن ھاجرت الی ارض الحبشة نظر** (۳۱) یہ بھی ممکن ہے کہ مؤلف اسد الغابہ کو برکہ بنت یسار زوجہ قیس بن عبداللہ اسدی خزیمی کے نام سے غلط فہمی ہوئی ہو، کیونکہ برکہ بنت یسار ابوسفیان اموی کی آزاد کردہ باندی تھی اور مہاجرہ حبشہ بھی۔ (۳۲)

دوسری شادی:

بیوہ ہونے کے بعد حضرت اُمّ ایمن اپنے نوخیز بچے ایمن کے ساتھ کاشانۂ نبوت میں دوبارہ آ گئیں تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی دوسری شادی کرنے کا خیال ستانے لگا، روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جس کو یہ بات خوش کرے کہ وہ ایک جنتی بی بی سے شادی کرلے اسے چاہیے کہ وہ اُم ایمن سے نکاح کرلے اور اسی ترغیب ومحبت کی بنا پر حضرت زید بن حارثہ کلبی نے ان سے شادی کرلی، **من سرہ ان یتزوج امرأۃ من اھل الجنۃ فلیتزوج ام ایمن ، فتزوجھا زید بن حارثۃ.** (۳۱) اپنی ایک اور روایت میں ابن سعد نے ایک مزید صراحت یہ کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفسِ نفیس حضرت اُمّ ایمن کی شادی حضرت زید بن حارثہ شراحیل کلبی سے کی تھی۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ تھے جو حضرت خدیجہ بنت خویلد کے ہبہ کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے ان کی شادی حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا سے کی اور یہ شادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت ونبوت کے بعد ہی انجام دی تھی: **وکان زید بن حارثہ بن شراحیل الکلبی مولیٰ خدیجۃ بنت خویلد فوھبتہ رسول ﷺ فاعتقہ و زوجہ ام ایمن بعد النبوۃ۔**(۳۴)

حضرت زید بن حارثہ کلبی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دس سال چھوٹے تھے۔(۳۵) حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا سے شادی کے وقت ان کی عمر پینتیس سال رہی تھی اور حضرت اُمّ ایمن کی عمر یقیناً زیادہ تھی، اس شادی سے حضرت زید کے فرزند حضرت اسامہ بن زید کلبی پیدا ہوئے تھے اور وہ ہجرتِ مدینہ کے وقت چھوٹے تھے، روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ہم عمر تھے اور اسی بنا پر دونوں کو غزوۂ بدر میں نابالغ سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا تھا۔(۳۶) ان کے علاوہ بعض دوسرے نوجوان صحابہ کرام کے مسترد کیے جانے کا بھی ذکر ملتا ہے، غزوۂ احد میں بھی ان دونوں کو دوسرے کم سن بچوں کی مانند شرکت کی اجازت نہیں ملی (۳۷) لہٰذا وہ ہجرت مدینہ کے وقت دس گیارہ سال کے تھے اور ان کی تاریخ وسنہ ولادت ۶۱۱ تا ۶۱۲ء تھا۔ حضرت زید کی شادی حضرت اُمّ ایمن سے اس لحاظ سے نبوت و بعثت کے فوراً بعد ہی ٹھہرتی ہے اور یہی روایات کا بیان بھی ملتا ہے۔

حضرت زید بن حارثہ کلبی کے گھر میں:

دوسری شادی کے بعد حضرت اُمّ ایمن اپنے شوہر حضرت زید بن حارثہ کلبی کے گھر میں منتقل ہوگئیں، کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ عادلہ تھی کہ آپ شادی شدہ بچوں، بچیوں اور عزیزوں کو علیحدہ مکان میں رکھتے تھے اور یہ سنتِ نبوی جوان دختروں بالخصوص نا کتخدا دختروں کے ضمن میں بھی نظر آتی ہے اور صرف مدینہ منورہ کی زندگی اور سماجی ماحول کے حوالے سے نہیں بلکہ مکہ مکرمہ کے سماجی مسلم نظام وانتظام میں بھی۔(۳۹) اگرچہ حضرت اور ان کی زوجۂ مکرمہ حضرت اُمّ ایمن اور ان کے فرزند گرامی حضرت اسامہ سب کے سب نبوی عیال تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان کے والی، مولیٰ اور مربی تھے، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوسروں مربیوں، لے پالکوں، آزاد کردہ موالی اور

غلاموں اوران کی اولاد کے سرپرست اور کفیل تھے، ان سب کی کفالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ (۴۰)

حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ علیہا نے اپنے دوسرے شوہر حضرت زید بن حارثہ کلبی کے ساتھ لگ بھگ بیس برس کا عرصہ گزارا، اس میں تقریباً بارہ برس کا زمانہ مکہ مکرمہ میں بسر ہوا۔ ۱۲۔ ۶۱۱ء سے ۶۲۲ء تک اور لگ بھگ آٹھ برس کا زمانہ مدینہ منورہ میں ان کے ساتھ گزرا۔ ۶۲۲ء سے ۶۳۰ء تک۔ یہ ان کا حسین ترین عرصۂ موافقت اور زمانۂ رفاقت تھا کہ چاہنے والے شوہر اور عزیز فرزند کی محبت ان کو میسر تھی، یہ دوسری بات ہے کہ حضرت زید بن حارثہ کلبی کی بعض دوسری شادیوں نے ان پر چار سوکنوں کا اضافہ کر دیا تھا، لیکن وہ عرب اسلامی معاشرت کا ایک جز بھی تھی اور ابتدائے اسلام میں معاشرتی نظام کے ارتقا کی ایک کڑی تھی، سوکنوں کو بہ طیبِ خاطر یا بہ جبر و اکراہ برداشت کرنا ہی پڑتا تھا۔ عورت کی فطری لچک اس کی گنجائش نکال لیتی تھی، حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کا صبر وشکر تھا اور مشیتِ الٰہی کہ حضرت زید نے اپنی دوسری بیویوں میں سے بیشتر کو طلاق دے دی تھی اور صرف اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا رہ گئیں۔ بہرکیف حضرت زید کے ساتھ ان کی مسرت و شادمانی کا زمانہ گزرتا رہا تا آنکہ جمادی الاولیٰ ۸ھ/ستمبر ۶۲۹ء کے غزوۂ موتہ میں حضرت زید کی شہادت کی بنا پر وہ مسرت بھرا زمانہ ختم ہوا اور وہ پھر ایک بار بیوہ ہوگئیں اور پھر انھوں نے شادی نہیں کی۔ (۴۱)

ہجرت مدینہ:

پہلے مسلمانانِ مکہ نے ہجرت کی اور پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۲۲ء میں مدینے کوچ فرمایا۔ روایات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے شوہر اور دوسرے موالی نبوی مسلمانانِ مکہ کے ساتھ مدینہ ہجرت کر گئے تھے، ابن ہشام کے مطابق حضرت زید نے اپنے مکی مواخات کے بھائی حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے ساتھ ہجرت کی تھی اور حضرت کلثوم بن ہدم کے گھر اترے تھے اور خواتین بیتِ نبوی اور دوسری مستورات پیچھے مکہ مکرمہ میں رہ گئی تھیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خاندان بھی ان میں شامل تھا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دخترانِ نیک اختر اور دوسری مستورات بھی، حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا بھی ان میں سے ایک تھیں، مدینہ منورہ پہنچنے کے کچھ عرصے کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو موالی حضرات زید بن حارثہ کلبی اور ابورافع کو پانچ سو درہم دے کر مکہ مکرمہ بھیجا، تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو دختروں حضرت فاطمہ اور حضرت اُمّ کلثوم اور زوجۂ مطہرہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہن کو مدینہ لے آئیں اور اسی کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کی خواتین کو بھی بلا بھیجا، جن میں اُن کی اہلیہ حضرت اُمّ رومان اور دو دختریں حضرت اسماء اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن شامل تھیں، مہاجرات کے اس قافلۂ سعادت میں حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا اور ان کے فرزند حضرت اسامہ بھی شامل تھے، راویوں کے بقول یہ کاروانِ ہجرت مدینہ منورہ اس وقت پہنچا جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اپنی مسجدِ مکرم اور اہلِ خاندان کے لیے حجرے تعمیر فرما رہے تھے، یعنی ۶۲۳ء کے آغاز میں ہجرتِ نبوی کے چھے سات ماہ کے بعد مسجدِ نبوی کی تعمیر صفر ۱ھ یعنی لگ بھگ ہجرت کے گیارہ ماہ بعد مکمل ہوئی۔ (۴۲)

ابن سعد نے حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کے واقعۂ ہجرت سے متعلق ایک معجزاتی واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت اُمّ ایمن اپنے سفرِ ہجرت کے دوران روحا نامی مقام سے پہلے قیام پذیر ہوئیں اور اس وقت وہ پیاس سے بے تاب تھیں کہ روزے سے تھیں اور دوسرے ان کے پاس پانی بھی نہ تھا، ان کو پیاس نے بہت پریشان کر دیا تو آسمان سے قدرتِ الٰہی نے ایک ڈولن نازل فرمایا، اس میں سفید دودھ جیسا عمدہ میٹھا پانی تھا، شام ہو چکی تھی اور اسی سے انھوں نے بظاہر روزہ کھولا اور پیاس بجھائی، اتنا پیا کہ سیرابی تام ہوگئی، فرمایا کرتی تھیں کہ اس کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی، حالانکہ میں سفروں کے دوران سخت گرمی کے زمانے میں بھی روزے رکھا کرتی تھیں، لیکن اس قدرتی پانی اور شرابِ الٰہی کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی، دورانِ قیام وحضر سخت گرمی میں روزہ رکھنے کے باوجود پیاس نہیں لگتی۔ (۴۴)

الاصابہ میں امام ابنِ حجر نے مذکورہ بالا روایت ابنِ سعد کے علاوہ ایک اور روایت اسی سے ملتی جلتی ابن السکن کی تخریج سے بیان کی ہے، اس میں یہ اضافہ ملتا ہے کہ وہ مکے سے مدینے کے لیے ہجرت کے سفر پر پاپیادہ نکلیں اور ان کے پاس زادِ راہ بھی نہ تھا، جب سورج غروب ہو گیا تو قدرتِ الٰہی سے ان کے سر کے اوپر ایک ڈول پانی بھرا اتر آیا اور اس سے ایسی سیراب ہوئی کہ جنم جنم کی پیاس بجھ گئی اور بقول حضرت اُمّ ایمن ''مجھ کو بعد کی زندگی میں اس کی طراوت رہتی تھی، انتہائی گرم دنوں میں روزہ رکھتی اور دھوپ میں طواف کرتی تا کہ پیاس لگے مگر پیاس نہ لگتی، ایسی ہی پیاس بجھانے والے سیرابی ہوئی تھی۔ (۴۵)

(جاری ہے)

حوالہ جات:

۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت، ۱۹۵۸ء: ج ۸، ص: ۲۲۳

۲۔ نیز ابن اثیر۔ اسد الغابہ۔ تہران، طبع غیر مؤرخہ: ج ۵، ص ۵۶۷، ابن حجر۔ الاصابہ۔ مصر ۱۹۳۹ء: ج ۴، ص ۲۴۳، ترجمہ برکۃ مع استیعاب ابن عبد البر بر حاشیہ۔ نیز الاصابہ باب الکنی اُم ایمن، نمبر: ۱۱۴۵، ج ۴، ص: ۴۱۵، ۴۱۶۔ بلاذری۔ انساب الاشراف۔ قاہرہ ۱۹۵۹ء: ج ۱، ص ۹۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مصر ۱۹۳۲ء: ج ۲، ص ۲۷۲۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، بیروت، غیر مؤرخہ: ج ۱، ص: ۱۰۵۔ مودودی سیرت سرورِ عالم، دہلی، ۱۹۸۹ء: ج ۲، ص ۱۶۱۔

۳۔ بلاذری: ج ۱، ص ۹۶۔ نیز ابن سعد۔ الطبقات الکبری۔ دار صادر بیروت ۱۹۶۰ء: ص ۴۹۷۔ امام مسلم۔ صحیح۔ کتاب الجہاد والسیر، رد المہاجرین الی الانصار منائحہم۔ اردو ترجمہ: رئیس احمد جعفری۔ کراچی غیر مؤرخہ: ج ۲، ص ۱۱۶۔ ابن قتیبہ۔ کتاب المعارف۔ مرتبہ ثروت عکاشہ۔ باب قاہرہ ۱۹۶۰ء: ص ۱۴۴۔ ابن حجر۔ الاصابہ: ج ۴، ص ۴۱۵۔ ۴۱۶ وغیرہ

۴۔ بخاری۔ الصحیح۔ کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب ذکر اسامہ بن زید

۵۔ ج ۱، ص ۹۶ اور ج ۲، ص ۲۷۲ بالترتیب۔ ابن عبد البر، استیعاب، مذکورہ بالا: **یقال لها مولاۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خادم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم...... " الاصابہ:** ج ۴، ص ۵۱۴: ''مولاۃ

حاضنۃ‘‘ نیز حلبی: ج۱،ص۱۰۵۔ مبارک پوری:ص۸۲: یہی ام ایمن ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گود کھلایا تھا۔ بحوالہ مختصر السیرۃ از شیخ عبداللہ:ص۱۲۔ تلقیح الفہوم:ص۱۴۔ صحیح مسلم: ج۲،ص۹۶۔ ابن حجر۔ فتح الباری۔ ریاض ۱۹۹۷ء: ج۷،ص۱۱۱۔۱۱۴

۶۔ صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین۔ دہلی ۱۹۸۶ء، ص۲،۳۔ بہ حوالہ صحیح مسلم۔ کتاب الجہاد۔ باب رد المہاجرین الی الانصار منائحہم انس

۷۔ ابن سعد: ج۱،ص۱۱۶۔ ابن قتیبہ:ص۱۴۵

۸۔ بلاذری: ج۱،ص۹۴: **زارت امه قبر زوجها بالمدينه، كما كانت تزوره رمعها عبد المطلب وام ايمن حاضنة رسول الله صلى الله عليه وسلم،** نیز ابن سعد۔ الطبقات الکبریٰ۔ بیروت ۱۹۶۰ء: ج۱، ص۱۱۶۔ **ومعه ام ايمن تحضنه**

۹۔ ابن ہشام۔ السیرۃ النبویۃ۔ قاہرہ ۱۹۳۷ء: ج۱،ص۱۷۹،۱۸۰۔ سہیلی۔ الروض الانف۔ قاہرہ ۱۹۶۷ء: ج۲، ص۱۸۱ومابعد

۱۰۔ ابن قتیبہ:ص۱۵۰: **وردته ام ايمن حاضنته الى مكة بعد موت امه** ......اور بعض دوسرے قدیم وجدید اہل سیر

۱۱۔ ابن سعد: ج۱،ص۱۱۶ ۱۲۔ البدایہ والنہایہ: ج۲،ص۲۷۹

۱۳۔ حلبی: ج۱،ص۱۰۵،۱۱۰ ۱۴۔ ابن سعد: ج۱،ص۱۱۸

۱۵۔ حلبی: ج۱،ص۱۱۰

۱۶۔ اعمام وعمات کی کفالت کے لیے ملاحظہ ہو: راقم کی کتاب ’’عبدالمطلب ہاشمی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا‘‘ اور تحقیقات اسلامی، علی گڑھ میں راقم کا مضمون ’’کفالت نبوی کی وصیت عبدالمطلبی‘‘

۱۷۔ ج۸،ص۳۲۴۔ ابن حجر۔ الاصابہ: ج۴،ص۴۱۶ میں ’’وتقوم علیہ‘‘ ہے جو تقم علیہ کی تصحیف ہے جیسا کہ ابن سعد وغیرہ میں ہے۔

۱۸۔ ابن سعد: ج۸،ص۲۲۳ ۱۹۔ حلبی: ج۱،ص۱۰۵۔ نیز ابن اثیر: ج۵،ص۵۶۷

۲۰۔ فتح الباری: ج۷،ص۱۱۳۔ الاصابہ ترجمہ ام ایمن۔ ابن عبدالبر۔ استیعاب ترجمہ برکہ مذکورہ بالا، نیز بحث براولاد

۲۱۔ ابن سعد: ج۸،ص۲۲۳

۲۲۔ ابن سعد: ج۸،ص۲۲۳۔ ابن اثیر: ج۵، ج۷،۵۶۷۔ ابن حجر۔ الاصابہ نمبر۳۹۴۔ بلاذری: ج۱،ص۳۶۵، ۴۷۱۔۴۷۲۔ فتح الباری: ج۷،ص۱۱۳: **واستشهد ايمن يوم حنين مع النبى ونسب ايمن الى امه لشرفها على ابيه وشهرتها عند اهل البيت النبوى** ......

۲۳۔ ابن قتیبہ:ص۱۶۴۔ الاصابہ: ج۴،ص۴۱۵

۲۴۔ فتح الباری: ج۷،ص۱۱۳ ۲۵۔ کتاب وباب مذکورہ بالا، رقم الحدیث ۳۷۳۶

۲۶۔ بلاذری: ج ۱، ص ۴۷۱۔ ۴۷۲

۲۷۔ ابن اثیر: ج ۵، ص ۵۶۷: واسلمت قدیما اول الاسلام وھاجرت الی الحبشہ والی المدینہ

۲۸۔ ابن اثیر: ج ۵، ص ۵۶۷ ۲۹۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ سیرت سرور عالم: ج ۲، ص ۶۱

۳۰۔ ابن عبدالبر برحاشیہ الاصابہ: ج ۴، ص: ۲۴۳۔ ۲۴۵، ترجمہ برکہ، نیز الاصابہ ترجمہ اُمّ ایمن

۳۱۔ الاصابہ: نساء: ۱۶۵

۳۲۔ مودودی: ج ۲، ص: ۵۸۳۔ بحوالہ ابن ہشام۔ السیرۃ النبویۃ۔ ج ۱، ص: ۳۴۴، ۳۵۳، بالخصوص ۳۴۶۔ بلاذری: ج ۱، ص: ۱۹۸، ۲۲۷ بالخصوص ۲۰۰

۳۳۔ ابن سعد: ج ۸، ص: ۲۲۴۔ بلاذری: ج ۱، ص: ۴۷۲۔ ابن حجر۔ الاصابہ: ج ۴، ص: ۴۱۶

۳۴۔ ابن سعد: ج ۸، ص: ۲۲۳۔ ابن اثیر۔ اسد الغابہ: ج ۲، ص: ۲۲۶۔ فتح الباری: ج ۷، ص: ۱۱۳۔ بلاذری: ج ۱، ص: ۴۶۷۔ ۴۷۱۔ ابن عبدالبر۔ استیعاب مذکورہ بلا اور ابن حجر۔ الاصابہ نمبر ۱۱۴۵

۳۵۔ ابن سعد: ج ۳، ص: ۴۴ ۳۶۔ بلاذری: ج ۱، ص: ۲۸۸

۳۷۔ بلاذری: ج، ص: ۳۱۶ ۳۸۔ بلاذری: ج ۱، ص: ۴۷۵

۳۹۔ ابن سعد: ج ۱، ص: ۲۴۰۔ ابن ہشام: ج ۲، ص: ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ بالخصوص ابن سعد: ج ۸، ص: ۱۶۴، ۱۶۸۔ ذکر منازل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۴۰۔ بخاری۔ صحیح: کتاب بدء الخلق۔ باب صفۃ ابلیس وجنودہ، حدیث: ۳۲۸۱

۴۱۔ ابن سعد: ج ۳، ص: ۴۳، ۴۷۔ شہادت بعمر ۵۵ سال۔ دیگر ازواج حضرت زید: اُمّ کلثوم بنت عقبہ اُموی، درہ بنت ابی لہب ہاشمی، ہند بنت عوام اسدی قریشی: ج ۸، ص: ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ومابعد۔ بلاذری: ج ۱، ص: ۴۶۷۔ ۴۷۳

۴۲۔ ابن ہشام: ج ۲، ص: ۱۱۸

۴۳۔ بلاذری: ج ۱، ص: ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ابن سعد: ج ۱، ص: ۲۳۷، ۲۳۸۔ نیز ج ۳، ص: ۴۴ و مابعد برائے مواخات و ہجرت۔ نیز بلاذری: ج ۱، ص: ۴۱۴ ومابعد۔ ابن حجر۔ الاصابہ نمبر ۱۱۴۵

۴۴۔ ابن سعد: ج ۸، ص: ۲۲۴۔ الاصابہ: ۱۴۵

۴۵۔ ابنِ حجر: الاصابہ۔ ج ۴، ص: ۴۱۵۔ ۴۱۶: نمبر ۱۱۴۵